سنن ابی داؤد شریف

کتاب الایمان والنذور

ایمان کا لغوی معنی۔ ایمان یمین کی جمع ہے بمعنی داہنا ہاتھ چونکہ اہل عرب قسم کھاتے وقت عموماً داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے یا اپنے ہاتھ کو ملاتے تھے تو اس لئے قسم کو یمین کہتے ہیں یا پھر یمین بنا ہے یمن سے بمعنی برکت اور قوت چونکہ قسم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بابرکت نام لیا جاتا ہے اپنے کلام کو قوت دینے کیلئے اسکو یمین کہتے ہیں۔

نذر کا معنی۔ کسی غیر واجب عبادت کو اپنے ذمے لازم کرلینا نذر کہلاتا ہے خواہ وہ کسی شرط سے معلق ہو یا نہ ہو

اقسام یمین۔ قسم کی تین قسمیں ہیں

۱ یمین غموس ۲ یمین لغو ۳ یمین منعقدہ

۱ **یمین غموس۔** کسی امر پر جان بوجھ کر واقع کے خلاف قسم کھانا غموس کہلاتا ہے

ابن نجیم فرماتے ہیں اگر قسم کھانے والے کا مقصد کسی کا مال کھانا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو یہ گناہ صغیرہ ہے جبکہ علامہ شامی نے یہ فرمایا ہے کہ یمین غموس مطلقاً گناہ کبیرہ ہے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں اسکو گناہ کبیرہ کہا گیا ہے

یمین لغو۔ اگر کوئی زمانہ ماضی یا حال میں اپنے گمان میں کسی کام پر سچی قسم کھائے مگر درحقیقت وہ جھوٹ ہو تو یہ یمین لغو ہے

لغو کو لغو کہنے کی وجہ۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اسکا کوئی ثمرہ منعقد نہیں ہوتا نہ گناہ ہے نہ ہی کفارہ۔

امام شافعی کے نزدیک لغو کی تعریف۔ انسان کی زبان سے بلا قصد جو قسم جاری ہو وہ لغو ہے اور ان کے نزدیک یہ گناہ

چونکہ اس میں کفارہ نہیں
عند امام محمد۔ امام محمد کا ایک قول یہی ہے لیکن آپ کا یہ قول
حال یا ماضی کے بارے میں ہے اور اگر مستقبل کے بارے میں بلا قصد
قسم کھائی تو اس میں کفارہ ہے

انسان نے کسی گزشتہ کام پر قسم کھائی اگرچہ اسکو غلط فہمی
ہوئی ہو پر حال اپنے علم کے لحاظ سے اس نے صحیح قسم کھائی مثلاً
کسی شخص نے دور سے آتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا اور اس نے
قسم کھائی کہ واللہ وہ زید ہے بعد میں اسے پتا چلا کہ وہ عمر ہے
تو ایسی قسم پر کوئی کفارہ نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لغو وہ قسم ہے جو غصے میں کبھی
کھائی جائے حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں لغو وہ قسم ہے جو معصیت
کے وقت کھائی جائے۔

یمین غموس

یمین غموس کی مذمت پر احادیث

یمین غموس ملک کو فنا کر دیتی ہے اور آبادی کو ویران
کر دیتی ہے ایک اور حدیث پاک ہے جس نے جھوٹی قسم کھائی
اللہ اس کو نار دوزخ میں داخل کرے گا اور یہ آبادی کو
اجاڑ دیتی ہے

غموس کو غموس کہنے کی وجہ

یمین غموس کو اس لیے غموس کہتے ہیں کو یا یہ قسم کھانے
والے حانث کو دنیا میں گناہوں میں اور آخرت میں نار جہنم
میں ڈبو دیتی ہیں۔

جھوٹی قسم کھانے کا کیا عذاب ہے

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی
قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے

اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھانے کا حکم

آقا علیہ السلام نے فرمایا نہ اپنے اصول کی قسم کھاؤ نہ فروع کی نہ ماں کی قسم کھاؤ نہ بتوں کی جیسا کہ مشرکین کا طریقہ ہے انداد نِدّ کی جمع ہے بمعنی اللہ کے مقابل

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی ذات و صفات کی قسم کھانا جائز ہے مگر سچی قسم کھانا جھوٹی قسم کھانا تو حرام ہے گناہ کبیرہ ہے اس پر کفارہ واجب ہے

لغوی قسم یعنی کلام میں تاکید پیدا کرنے کیلئے یہ قسم کھانا جائز ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے افلح و ابیہ قرآن پاک میں جو قسمیں وارد ہوئی ہے والعصر، والشمس واللیل والفجر وغیرہ وہ بھی لغوی قسمیں ہیں بتوں کی قسم کھانا نہ لغوی طور پر جائز ہے نہ شرعی طور پر کیونکہ اس میں انکی تعظیم ہوگی اور بتوں کی تعظیم کرنا حرام بلکہ کفر ہے اس باب کی حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ تم میں سے جس شخص نے اپنی قسم میں کہا لات کی قسم اسکو چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے

لات کی اصل: علامہ آلوسی لکھتے ہیں لات، منات، عزیٰ کفار قریش کے بت تھے۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ یہ کعبہ شریف میں رکھے ہوئے تھے لات جبکہ ابن زید نے کہا ہے کہ یہ عکاظ کے بازار میں یہ بت رکھے ہوئے تھے لفظ لات کی اصل میں ایک قول یہ ہے کہ یہ لَتّ یا لَیْت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اسکا معنی ہے ستو گھولنا ایک شخص ایک پتھر پر بیٹھ کر حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا جب وہ مر گیا تو لوگ اسکی تعظیم کے لئے اس پتھر کی پوجا کرنے لگے ایک قول یہ ہے کہ یہ لوی سے ماخوذ

یہ جو کسی معنی میں ہے استطاف کرنا کیونکہ لوگ اسکی عبادت کیلئے جمع ہو کر بیٹھ جاتے تھے اس لئے اسکو لات کہتے ہیں اسی کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لیتہ سے ماخوذ ہے اس کے معنی طواف کرنا اور کفار اسکا طواف کرتے تھے اس لئے اسے لات کہتے ہیں۔

کفریہ کلمات سے قسم کھانے کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں علامہ خطابی نے کہا ہے کہ قسم معبود اور معظم کی کھائی جاتی ہے پس جس شخص نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی اس نے کفار کی طرح کا کام کیا اس لئے آپ علیہ السلام نے کلمہ توحید کے ساتھ اسکی تلافی کا حکم دیا ابن عربی نے کہا ہے کہ جس نے تحقیق اور تعظیم کے ساتھ قسم کھائی وہ کافر ہو گیا اور جس نے جہالت یا سہو یا بھول کر ساتھ قسم کھائی تو وہ لا الہ الا اللہ کہے اللہ تعالیٰ اسکی تلافی قبول کرے گا۔

کفریہ کلمات سے شرعی قسم منعقد ہونے میں مذاہب کا ذکر

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب شافعیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے بتوں کی قسم کھائی یا یہ کہا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو یہودی یا نصرانی ہو جاؤں تو یہ قسم منعقد نہیں ہوگی بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ استغفار کرے یا کلمہ طیبہ پڑھے اور وہ اس کام کو کرے یا نہ کرے اس پر کفارہ نہیں ہوگا پس آئمہ ثلاثہ کا مذہب ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ تمام صورتوں میں اس پر کفارہ لازم ہوگا لہٰذا اس صورت سے گریز کیجئے کہ میں مرتد ہو جاؤں یا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار رہوں۔

جوے کی دعوت دینے کا حکم۔

علامہ شامی لکھتے ہیں قمار یعنی جوا کھیلنا (بازی لگانا) سے ماخوذ ہے
جوے کی تعریف: ہر وہ چیز گروی رکھ کر کھیلا جائے کہ اگر ہار گیا
تو چیز تمہاری اگر دونوں طرف سے شرط ہو تو یہ کھیل
ناجائز ہے جو اپنے ساتھی سے یوں کہے کہ آؤ جوا کھیلیں
تو پانچ سو روپے صدقہ کرتے رہے تو قمار اس لئے کہتے ہیں
کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک اپنا مال اپنے ساتھی
کو دینے اور اپنے ساتھی کا مال لینے کو شرط کا ساتھ جائز سمجھتا
ہے نص قرآن سے یہ حرام ہے میر سید شریف لکھتے ہیں
ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ مغلوب کی کوئی
چیز غالب کو دی جائے گی وہ قمار کہلاتا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں آپ علیہ الصلاۃ نے صدقہ کرنے کا حکم اس
لئے دیا کہ اس شخص نے معصیت کی دعوت دی علامہ خطابی
نے کہا ہے جتنے پیسوں کا جوا کھیلنے کو کہا اتنے پیسے صدقہ میں
دینے ہوں گے جبکہ محققین کہتے ہیں کہ صدقہ کی مقدار
معین نہیں بلکہ جو آسانی سے صدقہ دے سکے وہ دے۔

یمین منعقدہ: اگر مستقبل میں کسی ممکن کام کے کرنے
یا نہ کرنے کی قسم کھائی تو یہ یمین منعقدہ ہے اس قسم کو پورا
کرنا ضروری ہے اگر پوری نہ کی تو کفارہ لازم آئے گا ممکن کی
قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر وہ کام ممکن نہ ہو تو وہ یمین
غموس ہے۔

یمین کا کفارہ ہے

غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا نہیں روزے رکھنا۔ 3977

نذر کی ممانعت

اس کا مطلب یہ ہے کہ بات یہ ہے نذر ماتقدر کا مداوی نہ ہوگی جو نذر کو پورا کرنا مشکل ہو جائے۔ یا نذر میں یہ عقیدہ نہ رکھو کہ نذر ماتقدر کو بدل جائے گا یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے یا صدقہ، خیرات صرف نذر کی صورت میں نہ کیا کرو کہ جب کوئی کام اس کا ہو تو نذر مان لی اور جب کوئی کام مشکل ہوا تو خیرات کر دی بلکہ اس کے علاوہ وہ بھی صدقہ کرنے کی عادت ڈالو لہذا معلوم ہوا کہ اصل ممانعت نذر ماتقدر کی نہیں ہے بلکہ ان غرضوں کی ہے جن کا ابھی ذکر ہوا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں ہے جن میں نذر پوری کرنے کا حکم دیا گیا۔

قال اللہ تعالیٰ "یوفون بالنذر" لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ "لا تنذروا" میں نفی ہے اور نفی حرمت پیدا کرتی ہے۔

قسم میں ان شاء اللہ کہنا

اگر کسی نے قسم کھانے کے بعد متصلاً ان شاء اللہ کہہ دیا تو یہ استثناء ہے اور اس سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور یہی ائمہ کا مذہب ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر کسی نے ان شاء اللہ کہا تو بھی جائز ہے مقبول ہونے کی وجہ ہے کہ وہ دو مرتبہ ... میں معروف نہ ہو بعض علماء کہ جب تک اس مجلس میں موجود ہے ان شاء اللہ کہہ سکتے ہیں نیز یہ وہ قسم جو کفارے کا موجب ہے اس میں استثناء صحیح ہے اس

حدیث باب سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوئے:
قسم کھانا شرعاً درست ہے یعنی قسم میں استثناء مستحب ہے
جب مشکوک کو جان کا خطرہ ہو تو اس کے دل میں ان
شاء اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں

اس باب کی حدیث میں یمین سے مراد وہ کام ہے جس پر قسم کھائی جائے قسم توڑنے سے پہلے یا قسم توڑنے کے بعد کفارہ دینے میں

عند امام شافعیؒ فرماتے ہیں قسم کا کفارہ اگر مال سے دیا جائے تو قسم توڑنے سے پہلے دیا جاسکتا ہے اور اگر روزے سے کفارہ ادا کیا جائے تو قسم توڑنے سے پہلے روزہ رکھنا جائز نہیں آپ فرماتے ہیں کہ کفارے کا سبب قسم کو توڑنا ہے لہٰذا حکم اپنے سبب پر مقدم نہیں ہو سکتے۔ البتہ شرط پر مقدم ہو سکتا ہے

عند احناف:۔ کفارہ مالی ہو یا بدنی قسم توڑنے سے پہلے جائز نہیں کفارے کا سبب قسم توڑنا ہے اور حکم سبب سے پہلے نہیں آسکتا اسکی دوسری وجہ کفارے کے معنی ہے گناہ کو مٹانا یا چھپانا اور قسم کھانا گناہ نہیں بلکہ قسم کو توڑنا گناہ ہے لہٰذا قسم کو توڑنا ہی کفارے کا سبب بنے گا جب سبب ہی نہیں ہوگا تو حکم کیسے لگائے گا۔

مسند امام مالک حدیث نمبر ۱۰۱۱ احمد

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دیا جاسکتا ہے۔

خیال رہے کہ میت کی بدنی نذر جیسے نماز، روزہ کی نذر اسکو وارث پورا نہیں کر سکتا جبکہ مالی نذر کو پورا کرنا وارث پر واجب ہے مطلقاً میت نے مال چھوڑا اور نذر کو پورا کرنے کی وصیت کی تو اب ایسی نذر کو پورا کرنا ورثہ پر واجب ہے لیکن اگر میت نے مال نہیں چھوڑا یا اپنی نذر کو پورا کرنے کی وصیت بھی نہیں کی تو ایسی نذر کو پورا کرنا واجب نہیں ہے ہاں اگر پوری کر دے تو بہتر ہے اور آقا علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ تم اپنی ماں کی طرف سے پورا کردو تو یہ حکم استحبابی تھا وجوبی نہیں تھا۔

اس حدیث مبارکہ میں جس شخص نے یہ سوال کیا کہ وہ بیت المقدس میں نماز پڑھے اسکا خیال شاید یہ ہوگا کہ بیت المقدس میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے حالانکہ حقیقت میں بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے کیونکہ مسجد حرام میں کوئی نیک عمل کرنے کا ثواب ۱ لاکھ نیکیاں کرنے کے برابر ہے۔

سنت سے مراد طریقہ ہیں۔
اس باب کی پہلی حدیث میں یہ بتایا کہ امت محمدیہ میں (73)
فرقے ہونگے اور صرف ایک ہی جماعت طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پر رہے گی جسے سواد اعظم کہا جائے گا۔
اس کے علاوہ باقی (72) فرقے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقے سے الگ ہونگے اس لئے وہ بدعتی گمراہ بد مذہب اور جہنمی
ہونگے۔
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے (73) فرقوں کی یوں تصریح فرمائی
ہے (73) فرقوں کی اصل (10) فرقے ہیں۔
اہل سنت 2 خوارج 3 شعیہ 4 معتزلہ 5 مرجیہ
6 مشبہ 7 جھمیہ 8 ضراریہ 9 نجاریہ 10 کلابیہ
چنانچہ اہل سنت والجماعت کا ایک ہی فرقہ ہے۔
خوارج کے (15) فرقے ہیں معتزلہ کے (6) فرقے ہیں
مرجیہ کے (12) فرقے ہیں شعیہ کے (32) فرقے ہیں
جھمیہ، نجاریہ، کلابیہ اور ضراریہ میں سے ہر ایک کے ایک
ہی فرقے ہے اور مشبہ کے 3 ہے۔

جنتی ہونے کی شرط

حدیث مبارکہ میں بتایا گیا کہ ان میں سے صرف ایک فرقہ
جنتی ہوگا اور اس کیلئے یہ شرط قرار دی جو میری سنت
کی پیروی کرنے والا اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ
رہنے والا ہوگا

جماعت سے مراد مسلمانوں کا وہ بڑا گروہ جس میں فقہاء علماء صوفیا اور اولیاء اللہ شامل ہوں الحمد للہ اکابر فن اہل سنت والجماعت کو حاصل ہے۔ مسلمانوں کے پاس جتنا بھی علمی اور عملی سرمایہ ہے وہ سارا کا سارا اہلسنت والجماعت کے بزرگوں کا ہے دوسری جماعتوں کے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں لہذا مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسی جماعت میں رہیں جو انبیاء علیہ السلام اور ان کے صحابہ کی تھی جماعت سے (نکلنا) یا اپنا علیحدہ فرقہ قائم کرنا یا اس طرح کے قائم ہونے والے کسی بھی جماعت میں شامل ہونا گمراہی ہے اہل سنت والجماعت کے سوا جتنے بھی فرقے ہیں وہ سب بدعتی گمراہ اور بدمذہب ہے

کتے کے زہر کی مثال کی وضاحت

اس حدیث میں گمراہ کن فرقوں کی مثال دی گئی ہے کتے کے زہر کی جسم میں سرایت کرنے کی اس کی وجہ یہ ہے کہ برے عقیدے اور برے خیالات اور اعمال اور برائیں انسان پر ایسے ہی حملہ کرتے ہیں جیسے زہر پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔

محکم آیات سے مراد

وہ آیات ہیں جن کے احکامات واضح ہوں جن میں نہ تاویل کا احتمال ہو نہ نسخ کا اندیشہ۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں آیات، حضور علیہ السلام کی نعت کے متعلق آیات اور صحابہ کرام کی مناقب کی آیات۔

وہ آیات جن کا معنی واضح ہو
متشابہ آیات وہ

متشابہ آیات کی اقسام

متشابہ المعنی: یعنی وہ آیات جن کا معنی ہی سمجھ نہ آتا ہو
جیسے حروف مقطعات
1. متشابہ آیات جن کا مفہوم ہی سمجھ نہ آتا ہو
2. وہ آیت جو فثم وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ
ہے ان دونوں قسم کی متشابہ آیات میں فتنہ پھیلانے کیلئے
تاویلیں کرنا حرام ہے لیکن مناسب تاویل کی جا سکتی ہے تاکہ
لوگ غلط دلیلوں سے بچیں

متشابہ کے پیچھے پڑنے والے لوگوں سے کون مراد ہے

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں جو
آیات کی تاویلات میں پڑ جاتے ہیں اور آیات کا فاسد معنی
نکالتے ہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے ان سے بچو۔

افضل الاعمال ، و بغض
باب محبۃ للہ

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ افضل ترین عمل یہ ہے کہ اللہ عزوجل
کے لئے محبت کی جائے اور اگر کسی سے دشمنی کی جائے تو وہ بھی
اللہ عزوجل کی وجہ سے کی جائے حضرت معاذ بیان کرتے ہیں نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ترین عمل کے متعلق سوال کیا گیا تو
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کے سبب محبت کرو
اور کسی سے بغض رکھو تو اللہ عزوجل کے لئے ہی رکھو
اور یہ کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر میں مصروف رہے

دوسری حدیث ۔
حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ اللہ عزوجل قیامت میں فرمائے گا کہاں ہے وہ جو میری وجہ سے
محبت رکھتے ہیں آج میں انہیں سایہ دوں جب کہ آج میرے
سائے کے علاوہ عرش میں کوئی سایہ نہیں

12

باب 4

فتلقونی بہ زعفران ۔ خلوق بغیر زعفران کے ہی ہوتا ہے بغیر زعفران کے علاوہ
خلوق زخم کا علاج ہے

سوال ۔ آقا علیہ السلام کے ناراضگی کا اظہار کرنے کی کیا وجہ تھی؟
جواب ۔ حضرت عمار بن یاسر نے زعفران لگانے پر آقا علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار
اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے زعفران کا لگایا حالانکہ اس کا اور بھی علاج ممکن
تھا جیسے موم کا تیل وغیرہ یا آپ نے ناراضگی کا اظہار اس لئے فرمایا کہ آپ
رنگ لگا کر باہر کیوں آئے یا اس کی وجہ یہ تھی اس پر پانی بہا کر اس کا رنگ
زائل کیوں نہ کیا ورنہ بیماری میں رخصت ہے ۔

حضرت صفیہ بنت حیی کا تعارف

آپ کا نام صفیہ بنت حیی اخطب ہے حضرت ہارون علیہ السلام کی
اولاد سے ہے پہلے کنانہ بن ابو الحقیق کی بیوی تھی ان کے خاوند
٦ ہجری میں غزوہ خیبر میں مارے گئے آپ قیدی ہو کر مسلمانوں
کے قبضے میں آئی آقا علیہ السلام نے آپکو آزاد کر کے خود نکاح کا
شرف عطا فرمایا لہذا آپ ام المومنین ہے 56 آپ نے وفات پائی
اور جنت البقیع میں آپکی تدفین کی گئی ۔

حضرت زینب کا تعارف

آپکا نام زینب بنت جحش ہے اپکی والدہ امامہ بنت عبدالمطلب ہیں آقا علیہ اسلام کے نکاح میں آنے سے پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھی ان سے طلاق ہونے کے بعد آقا علیہ اسلام کے نکاح میں 5 ہجری میں آئی۔

حضرت زینب کا یہودیہ کہنے کی وجہ

غالباً یہ کسی سفر کا واقع ہے کہ صفیہ کا اونٹ بیمار تھا اور حضرت زینب کے پاس ایک سے زائد اونٹ تھا تو آپ نے آقا علیہ اسلام سے عرض کی کہ آپ مجھے ان سے زائد اونٹ دلوا دیں جب آقا علیہ اسلام نے حضرت زینب سے اپنا اونٹ حضرت صفیہ کو دینے کا کہا یا تو انہوں نے کہا کہ کیا میں اپنا اونٹ یہودیہ کو دوں عموماً سوکنوں کو ایسی میں غیرت و غضب ہوتا ہے ایسی بناد پر ایسا ماجرہ ہوا

یہاں پر حضرت زینب کے یہودیہ سے مراد قوم کی یہودیہ ہے ناکہ مذہب کیونکہ اب حضرت صفیہ اسلام لا کر امہات المومنین میں شامل ہو چکی تھی۔

آقا علیہ اسلام کے ترک تعلق کی وجہ

حضرت زینب کے ایسا کہنے پر آقا علیہ اسلام نے ان سے ڈھائی مہینے کلام نہ فرمایا مگر یہ ترک کلام عدوات کے لیے نہیں بلکہ تعلیم و تربیت کے لیے تھا لہذا یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں جس میں 3 دن سے زیادہ ترک تعلق کی ممنوعات آئی ہے۔

اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ قرآن پاک میں جھگڑنا کفر ہے یعنی آیت قرآن کے مثل میں ایسی بحث کرنا جس سے لوگ شک میں مبتلا ہو جائیں یہ کفر ہے اسی طرح متشابہات کی تاویلوں میں جھگڑا انزل القرآن نعمت ہے اسی طرح قرآن کریم کی قرأتوں میں بحث کرنا کہ یہ کلام الٰہی ہے یا نہیں ہے یہ بھی کفر ہے یا قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے سے مطابق کرنا حرام ہے یا اپنے مذہب کے مطابق اسکا ترجمہ و تفسیر کرنا حرام ہے لہذا یہ حدیث بالکل واضح ہے اسکا مقصد و مجتہدین کا اختلاف سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ جھگڑا نہیں بلکہ تحقیق کرتے ہیں

16

قرآن کی مثل سے کیا مراد ہے؟

قرآن کی مثل سے حدیث مبارکہ مراد ہے قرآن مجید پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا اور حدیث کی اہمیت کا انکار کرنا بہت بڑی بدعت گمراہی ہے حدیث مبارکہ سے منہ موڑ کر قرآن پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں اگر حدیث کی ضرورت نہ ہوتی تو صحابہ کرام صرف قرآن پاک ہی کو دیکھتے ہر معاملہ میں بارگاہ رسالت میں رجوع نہ کرتے

قرآن اور حدیث میں فرق

قرآن پاک کی عبارت بھی وہی ہے اور مضمون بھی جبکہ حدیث مبارکہ کا مضمون وہی ہے مگر الفاظ آقا علیہ السلام کے ہیں۔

قرآن پاک کے الفاظ پر احکام جاری ہوتے ہیں اور اسکی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے جبکہ حدیث کی تلاوت نماز میں نہیں کی جا سکتی۔

قرآن پاک کو وحی متلو اور حدیث کو غیر متلو کہتے ہیں

قرآن پاک کو بغیر وضو نہیں چھو سکتے۔ مگر حدیث مبارکہ کو بغیر وضو چھو سکتے ہیں

4625 رجل

اس سے مراد حدیث ہے اور انسان اور اس میں جو کلمہ الا آ رہا ہے وہ منکرین
حدیث پر دلالت کر رہا ہے اگرچہ منکرین حدیث 1300 سال بعد ظاہر ہوئے
لیکن آقا علیہ السلام کی چشم بینی نے پہلے ہی ملاحظہ کر لیا تھا کہ
آخری وقت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو حدیث کی اہمیت کا انکار کریں
گے یہ منکرین حدیث کی اپنی روش ہے کہ اپنی تحقیق پر عمل کرو یعنی
قرآن کریم میں اپنی مرضی کے مطابق معنی اور تاویلیں تلاش کرو

حدیث مبارکہ سے حاصل شدہ مسائل

قرآن کریم میں جن چیزوں کو حلال قرار دیا گیا انہیں حلال جانا جائے
جنہیں حرام کہا گیا انھیں حرام جانے

پالتو گدھوں اور نوکیلے جانوروں اور داڑھوں کا گوشت حرام ہے

اگر کسی کو کوئی چیز گری ہوئی ملے تو اسے چاہیے کہ اسکے مالک کو تلاش
کرے اور تین دن تک اسکا اعلان کرے جب اس کے مالک کو تلاش
کرنے سے مایوس ہو جائے تو خیرات کر دے اور اگر فقیر ہے تو خود رکھ لے

اگر کوئی شخص کسی قوم کا مہمان بنے اور اس کو چاہیے کہ اس کی مہمان
نوازی کرے اگر اس قوم کے لوگ مہمان نوازی نہ کریں تو اس مہمان
کے لیے ان کے مالوں اور کھیتوں سے بقدر مہمان نوازی لینا جائز ہے

4626 علماء کرام کا فتنہ تمام فتنوں سے سخت تر ہے کیونکہ شیطان اس
کوشش میں رہتا ہے کہ مسلمانوں کا دین خراب کرنے والی کوئی بات
کسی عالم سے کہلوائے جب وہ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ایک
طرف ہزاروں مسلمان اس کی پیروی کرنے لگتے ہیں اور دوسری
طرف حق کے علمبردار علماء سے اس کی جنگ شروع ہو جاتی ہے

A625 اس حدیث مبارکہ میں مذکور حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بعد
تمام صحابہ کرام آئمہ مجتہدین علماء متقدمین اور متاخرین سب کے
لیے ہے مثلاً اگر کوئی شخص نیکی کی دعوت اور اسکی نیکی کی دعوت اور
اسکی نیکی کی دعوت سے ایک لاکھ لوگ نمازی بنے تو اس مبلغ کو ایک
لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل ہوگا اور ان نمازیوں کے ثواب میں کمی نہیں
ہوگی اس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے محسن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ثواب ہمارے اندازے سے وراء ہے اللہ عزوجل قرآن پاک میں
ارشاد فرماتا ہے "اور ضرور تیار رکھے ہیں انکا ثواب ہے کہ وہ اسے بھی
وہ متقین جن کی کتابوں سے لوگ ہدایت پا رہے ہیں اور قیامت
تک پاتے رہیں گے انہیں بھی قیامت تک اسکا ثواب ملتا رہے گا یہ حدیث
مبارکہ اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ انسان کیلئے مگر وہ جس کی اس
نے کوشش کی اور جو ثواب کی زیادتی ہے اس کے تبلیغ کے عمل کی
وجہ سے ہے

گناہ کی دعوت کا نقصان

اس باب کی حدیث مبارکہ میں ہے جو کسی کو گناہ کی دعوت
دے تو اسکو دعوت دینے کا بھی گناہ ملے گا اور جیسے لوگ اسکی
دعوت پر لبیک کہے گے انکا عذاب بھی اسی کو ہوگا اور گناہ
کرنے والوں کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔

A626 حدیث مبارکہ میں سب سے بڑے گناہ گار سے مراد وہ لوگ ہے
جنہیں بلا ضرورت دوسروں کی بات کریدنے کی عادت ہوتی
ہے ولانہ مسائل سیکھنے کیلئے سوال اچھی چیز ہے سوال علم کی
چابی ہے نیز اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا۔
"اے لوگوں علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں معلوم نہیں" اور اس حدیث

میلاد کہ قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے
اور اصل علم سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ حلال و حرام کے
احکام انہی کی بارگاہ سے جاری ہوتے ہیں جیسے حضور علیہ السلام نے
فرمایا اے لوگوں تم پر حج فرض ہے تو کسی صحابی نے عرض کی کیا
ہر سال حج فرض ہے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا اگر میں ہاں کر دیتا
تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔
اس حدیث سے تین مسائل معلوم ہوئے۔
اصل اشیاء میں اباحت یعنی جس سے شریعت مطہرہ خاموش ہو
جائے وہ حلال ہے۔
حرام وہی چیز ہے جس سے شریعت منع کرے۔
اس سے معلوم ہوا جس کی حرمت نہ ملے وہ حلال ہے مگر اس زمانہ
میں بعض جہلاء بلا دلیل ہر چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں اور حلال
ہونے کیلئے ثبوت مانگتے ہیں مثلاً بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف
منانا حلال ہے حالانکہ خود نہیں بتاتے کہ کہاں لکھا ہے کہ یہ حرام ہے۔
کبھی زیادہ سوالات پر رب عزوجل کی طرف سے احکامات میں زیادتی
ہو جاتی ہے مثلاً بنی اسرائیل نے گائے کے بارے میں سوال کئے
اگر وہ سوالات نہ کرتے تو ان پر یہ پابندیاں عائد نہ ہوتی۔

باب 8

شیخین میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا۔ 4627

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شیخین میں یعنی حضرت ابو
بکر اور عمر میں حضرت ابو بکر کو فضیلت دیتے اس کے بعد عمر فاروق
اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی کو علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ

شیخین سے مراد وہ شیوخ ہے جن سے محل مھمات میں آقا علیہ السلام مشورہ فرماتے تھے

اعتراض: حضرت علی کو کیوں نہ شامل کیا۔

جواب: حضور علیہ السلام کے زمانے میں حضرت علی کم عمر تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر کے اس جملے کو اس کے بعد ہم کسی کو افضل نہیں جانتے تھے اس سے مراد حضرت علی کی تحقیر اور حضرت عثمان کی بعد میں فضیلت

اہل سنت کا موقف

علامہ عینی نے کہا ہے کہ اہل سنت و الجماعت کا یہ مسلک ہے کہ حضرت عثمان کے بعد حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہے اور عشرہ مبشرہ کے بعد دوسرے صحابہ افضل ہے

صحابہ کرام میں ترتیب فضیلت

اہل سنت والجماعت کے نزدیک انبیاء کرام کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اس کے بعد وہ صحابہ جو بدر میں حاضر نہیں تھے پھر اس کے بعد وہ جنہوں نے وہ ہجرتیں کی

نبوی میں صحابہ کرام کے خواب کا حکم 3

صحابہ کرام کے خواب خصوصاً وہ خواب جو بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر 3
جنکو تائید حاصل ہو جائے وہ کشف الہام کا درجہ رکھتے ہیں جیسے موجودہ
ان صحابہ کرام کے خواب اور حضور کی تائید سے درست جانے لگی۔

پلڑے کے وزنی ہونے کی وجہ

حدیث مبارکہ میں جو پلڑے کا وزنی ہونے کا بیان کیا گیا در حقیقت
وہ ان بزرگوں کی درجات کی بناء پر تھا اور اس حدیث میں
یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر فاروق سے اور حضرت
عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل ہے

خلافت راشدہ سے کیا مراد ہے

حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کی
خلافت، خلافت راشدہ کہلاتی ہے اس پر امت کا اجماع
ہے اس لئے حدیث مبارکہ میں خلفاء راشدین کا ملین
کا وزن دیکھا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناگواری کی وجہ:-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ناگواری کے آثار
اس لئے نمودار ہوئے کہ آپ کو معلوم تھا حضرت عثمان غنی
کے بعد خلافت اسلامیہ کا زوال شروع ہو جائے گا اس
لیے ان کا وزن نہیں دیکھا گیا خلافت اسلامیہ کے بعد سلطنت
بادشاہت کا دور شروع ہوا حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت
امیر معاویہ نے سلطنت قائم کی۔

خلافت نبوت اور سلطنت میں فرق

نبوت اللہ کی طرف سے دیا ہوا انعام ہے خلافت سے مراد امتی کا خلیفہ ہونا اور سلطنت سے مراد بادشاہی نظام ہے حضور کی نبوت بیعت خلافت بھی ہے بیعت الارادۃ بھی لوگ ان کے رعایا بھی ہے اور مرید بھی مگر سلطان کی بیعت بیعت حکومت تو ہے بیعت ارادہ نہیں۔

خلافت راشدہ کی مدت

حدیث مبارکہ میں جو خلافت راشدہ کا حساب لگایا ہے وہ تقریبی ہے جس میں سال گنے جائیں گے اور مہینے چھوڑ دیے جائیں گے مثلاً خلافت صدیقی 2 سال 6 ماہ خلافت فاروقی 10 سال 6 ماہ خلافت عثمانی چند دن کم 12 سال خلافت حیدری 4 سال 9 ماہ چاروں خلفاء راشدین کی خلافت 29 سال 7 ماہ 9 دن اور باقی جو دن بچے تھے وہ امام حسن نے پورے کیے کیونکہ ان کی خلافت چند ماہ پر مشتمل تھی

بخاری شریف سے لکھنا ہے

مد کی تعریف 4 مد کا ایک صاع ہوتا ہے مد دو رطل کو کہتے ہے ایک رطل ایک سیر کا ہوتا ہے رطل ایک سیر (ایک کلو) چار مد (آٹھ کلو)

صحابہ کرام کی برائی کی ممانعت

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب بھی صحابہ کرام کا ذکر کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ کیا جائے کسی صحابی کو برا بھلا کہنا تو دور کی بات ہے ایسے بلکے الفاظ سے بھی یاد نہ کیا جائے صحابہ کرام وہ حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی صحبت کے لیے چنا جیسے مہربان باپ اپنی اولاد کو بروں کی صحبت میں بیٹھنے نہیں دیتا ایسے ہی اللہ عزوجل نے ان حضرات کو بروں کی صحبت سے محفوظ رکھا۔

لا تسبوا کا مخاطب کون ہے؟

اس سے وہ لوگ ~~مراد ہے~~ بھی مخاطب ہے جو زمانہ مستقبل میں صحابہ کرام کے علاوہ مسلمان ہی پیدا ہونگے انکو موجود سمجھ کر خطاب کیا ہے۔

21

سید کسے کہتے ہیں سید سردار کو کہتے ہیں کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو اس طرح استعمال فرمایا۔ سیدو حصور من الصالحین۔ کہ اور یحییٰ علیہ السلام سردار ہونگے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والے ہونگے اور ہمارے خاص انبیاء کرام میں سے ہونگے۔

دو جماعتوں میں صلح کروانے سے مراد

آقا علیہ السلام نے اس فرمان میں کہ اللہ عزوجل اس کے ذریعے دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائے گا اس فرمان میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد امام حسن کے زمانے میں پیش آیا آپ کے ہاتھ پہ 40 ہزار لوگوں نے بیعت کی ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاری کر لی تو آپ نے حضرت امیر معاویہ سلطنت سے دست برداری اختیار کر لی۔

15 باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام

انبیاء کرام میں ایک دوسرے کو فوقیت نہ دو

اس سے مراد یہ ہے کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مجھے دوسرے نبیوں پر ایسی فضیلت یا بزرگی نہ دو جیسے دوسرے انبیاء کرام کے مرتبے میں فرق اور ان کی توہین ہو۔

اعتراض:

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی

تو اسکا کیا مطلب ہے

جواب: یہ حدیث مبارکہ قرآن کی آیت کے خلاف نہیں بلکہ حدیث مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے جو مرتبہ جس نبی علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے جس نبی علیہ السلام کو عطا کیا ہے اس میں حد سے تجاوز نہ کروں۔

قیامت کے دن جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو آقا علیہ السلام سب سے پہلے ہوش میں آنے والے ہونگے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہونگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فضیلت جزی طور پر ہے کلی طور پر نہیں جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر والد کے پیدا فرمایا ان کی فضیلت کے باوجود بھی آقا علیہ السلام سب سے افضل ہیں

مرجعیہ فرقے کا رد

مرجعیہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اعمال صالح ایمان میں داخل ہے جبکہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اعمال صالح ایمان میں داخل نہیں ہے بلکہ ایمان الگ چیز ہے اور اعمال الگ چیز ہیں کیونکہ قرآن پاک میں جگہ جگہ یہ ارشاد فرمایا گیا "ترجمہ: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے" تو اس آیت مبارکہ سے ~~ایسے قرآن پاک~~ پتا چلتا ہے کہ ایمان اور اعمال ایک ہی ہوتے تو انہیں الگ الگ بیان نہ کیا جاتا ہاں اعمال صالح ایمان کے ثمرات ہیں اور ان سے ایمان کمزور کو تقویت ملتی ہے یا ایمان مضبوط ہوتا ہے جبکہ برے اعمال سے ایمان کمزور ہوتا ہے جبکہ اس بارے میں مرجعیہ فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی شخص برے سے برا بھی عمل کرے تو اس سے ایمان کو نقصان نہیں پہنچتا تو قرآن پاک کی اس آیت سے ان کا رد ہو جاتا ہے۔

تقدیر کا انکار کرنے والوں کے بارے میں

اس باب کی پہلی حدیث میں آقا علیہ السلام نے تقدیر کا انکار کرنے والوں کو مجوسی اور دجال کا گروہ قرار دیا گیا ہے جو تقدیر کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں بندوں نے جو کچھ دنیا میں کرنا تھا پروردگار عالم نے اپنے علم سے اسے دیکھ کر لوح محفوظ پر لکھ دیا بندے اپنے طور پر عمل کر رہے ہیں لیکن انہوں نے جو کچھ کرنا تھا خدائے علیم و خبیر کے علم میں تھا اس لیے اللہ عزوجل نے تقدیر میں یہ لکھ دیا اسی کو تقدیر کہتے ہیں اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ عزوجل نے جو بندوں کے لیے لکھ دیا وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے جو تقدیر پر ایمان نہیں لاتے یا تقدیر کے بارے میں بحث کرتے ہیں انہیں حدیث مبارکہ میں مجوسی کہا گیا اور ایسے لوگوں سے تعلقات رکھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

تقدیر کی اقسام

تقدیر کی تین قسمیں ہیں

1. تقدیر مبرم 2. تقدیر معلق 3. تقدیر مشابہ مبرم

تقدیر معلق: یہ نیک اعمال اور دعاؤں وغیرہ سے ٹل سکتی ہے

تقدیر مبرم: وہ تقدیر جو کسی صورت نہیں بدلتی

تقدیر مشابہ مبرم: جو اولیاء اللہ اور بزرگوں کی کرامت سے بدل جاتی ہے

لوگوں کے نرم اور سخت مزاج ہونے کی وجہ

بنو آدم کو اللہ عزوجل نے مٹی سے بنایا مٹی کی کئی اقسام ہیں بعض جگہ کی مٹی نرم اور بعض جگہ کی سخت ہوتی ہے جس انسان کی تخلیق جیسی مٹی سے ہوئی ویسا ہی اسکا مزاج ہوگیا۔

جب کسی انسان کا سعید اور بد بخت ہونا لکھا جا چکا

تو وہ اعمال کیوں کرے؟ اللہ عزوجل نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا اور ان کے اہل بھی پیدا فرمائے یعنی جنہوں نے جنت اور دوزخ میں جانا ہے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم عمل کرتے رہو جو نیک لوگ ہونگے ان کے لیے نیکیاں کرنا آسان ہو جائے گا اور جو بد بخت ہونگے ان کے لیے بد بختی والے کام آسان کر دیا جائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا تلو موسیٰ کہنا

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا شجر ممنوعہ کے درخت سے پھل کھانا علم الہٰی میں موجود تھا اور اسے لوح محفوظ پر لکھ بھی دیا گیا تھا تو علم الہٰی کے خلاف کس طرح ہو سکتا تھا اس کی حضرت آدم علیہ السلام نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق مثال بیان فرمائی کہ جیسا اللہ عزوجل کے علم میں یہ لکھا جا چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپکو آپ سے کلام فرمائے گا اور تورات عطا فرمائے گا تو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق علم الہٰی میں تھا ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔

مشرکین کے بچوں کے بارے میں اقوال

کفار کے نابالغ بچے جنت میں جائیں گے یا جہنم میں اس کے بارے میں تین اقوال ہیں اہل علم کے مذاہب کے۔

۱ وہ اپنے والد کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

۲ انہیں جنت میں اہل جنت کا خدام بنا کر رکھا جائے گا

۳ وہ جنت میں مسلمانوں کے بچوں کی طرح رہیں گے ان سے مرتے دم تک مرفوع قلم ہونے کے باعث کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور فطرت پر پیدا ہونے والے کو بغیر کسی گناہ کے خدائے ذوالجلال عذاب دے یہ بات اس کے کرم سے بعید معلوم ہوتی ہے

بہرحال زیادہ قیل و قال سے زبان کو روکنا چاہیے اور یہ معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کر دینا چاہیے۔

4717 اس حدیث پاک سے معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کون جنتی ہے اور کون جہنم میں جائے گا اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد کے جہنم میں ہونے کی خبر دی صحابہ کرام نے اس کی یہ تاویل بیان کی ہے کہ یہاں باپ سے مراد آپ کے چچا ابو طالب ہیں کیونکہ آپ ان کے زیر کفالت تھے اور عرب میں چچا کو باپ کہنا عام تھا بہرحال سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ حضور کے والدین ~~[illegible]~~ کریمین کو امام جلال الدین سیوطی کی طرح جنتی کہا جائے ان کے واسطے دوسرا کلمہ ہرگز اپنی زبان پر نہ لائے کبھی آخرت کی تباہی کا باعث نہ بن جائے۔

20 ذی الحجہ

جہمیہ فرقے کا رد

جہمیہ فرقے والے اللہ عزوجل سننے اور دیکھنے سے اسکا علم مراد لیتے تھے انہیں علم کے علاوہ خدا کی صفات شمار نہیں کرتے تھے انہوں نے اللہ کا سننا اور دیکھنا بندوں جیسا ٹھہرا دیا تھا اللہ کے لیے کان، آنکھ وضع کر کے اپنے لیے مجسم خدا گھڑ لیا اور ایسے عرش پر ایسے بیٹھا دیا جیسے عام بندے بیٹھتے ہے

ہمارا عقیدہ ، اور انکے قول کا رد

اللہ عزوجل جسم وجسمانی نہیں محدود اور متناہی نہیں اللہ کے متعلق حرکت و تبدیلی کا تصور کرنا بھی درست نہیں نہ وہ عالم میں ہے نہ عالم سے خارج ہے کائنات سے اس کی علمی ہے نا کہ ذاتی اور دنیا کا احاطہ اپنے علم کے ساتھ کیا ہوا نہ کہ ذات کے ساتھ وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا۔

27

ہر دور میں مختلف رنگوں میں خوارج موجود ہوتے ہیں اور رہیں گے یہ اپنے ظاہری اعمال افعال اور عبادت کے لحاظ سے راسخ العقیدہ لوگوں سے ممتاز نظر آئیں گے مسلمانوں کے دلی طور پر بدخواہ اور بت پرستوں کے خیر خواہ ثابت ہوں گے انکا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہو گا حضرت نے نہروان کے مقام پر انہیں شکست دے کر ان کی طاقت توڑی یہ لوگوں کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ یہ منافق ہیں اور لوگ ان کے ظاہر سے ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں حضور علیہ السلام نے ان کے نقصان پہنچانے کی وجہ سے ہی فرمایا تھا اگر میں انہیں پاتا تو قوم عاد کی طرح ہلاک کر دیتا۔

فتنے کے کل 14 معنی ہیں 1 محنت 2 آزمائش 3 پسند کرنا
4 کسی پر فریفتہ ہونا 5 گمراہ ہونا 6 گمراہ کرنا 7 گناہ
8 کفر 9 رسوائی 10 عذاب ہونا 11 آگ میں جلانا
12 جنون 13 لوگوں کے آپس کے جھگڑے 14 فساد

4242 آقا علیہ السلام کا یہ قیام کس لئے تھا؟

حضور علیہ السلام کا یہ قیام آئندہ کے واقعات کی خبر دینے
کیلئے تھا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے حضور علیہ السلام
نے ہر چھوٹے بڑے واقعے یہاں تک کہ قطرے قطرے اور ذرے ذرے
کا بیان فرما دیا یہ حدیث مبارک اس آیت کی تفسیر ہے:
{کہ تمہیں وہ کچھ سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے} اتنے تھوڑے
وقت میں سب کچھ بیان کر دینا حضور علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

4243 فتنوں سے کونسے فتنے مراد ہیں؟

یہاں فتنوں سے مراد دنیاوی آفتیں یا مصیبتیں ہیں یا پھر
برے اعمال یا برے عقیدے ہیں وہ فتنے دور ہو جائیں گے مگر
ان کے اثرات لوگوں کے دلوں پر رہیں گے قریب قیامت میں
لوگ دو قسم کے ہوں گے
1 سفید دل والے
2 کالے دل والے
یا لوگوں کے دل بھی دو قسم کے ہو جائیں گے آدھے سیاہ آدھے سفید
معلوم ہوا کہ گناہ سے الفت اور نفرت کا اثر دل پر پڑتا ہے اور
پھر دل کا اثر چہرے پر ظاہر ہوتا ہے مسلسل گناہ کرنے کے بعد
جس کا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے وہ دل ناقابل تاثیر ہوتا ہے
جیسے الٹا برتن و کوزہ کہ اس میں کوئی چیز نہیں سماتی۔

فتنۃ الاحلاس

احلاس جمع ہے حلس کی حلس وہ ٹاٹ ہے جو زمین پر نفیس دریوں اور قالینوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے اور پھر بستر بدلتے رہتے مگر وہ ٹاٹ ایک ہی جگہ پڑا رہتا تھا اس فتنے کو احلاس اس لیے فرمایا کہ وہ فتنہ یا تو بہت عرصے تک رہے گا یا ٹاٹ کی طرح رہے گا کہ ہٹے گا نہیں آقا علیہ السلام نے فرمایا اس زمانے میں لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا مفید ہوگا جو باہر رہے گا وہ ان فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا اس فتنے میں لوگ ایک دوسرے سے بھاگیں گے کوئی ایک دوسرے کی بات نہیں سنے گا ہر ایک دوسرے سے لڑے گا اسے لوٹے گا اور سب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہونگے

فتنۃ السراء

سراء کے معنی ہے عیش و عشرت اور مال کی زیادتی یہ فتنہ مسلمانوں میں مال کی زیادتی اور ان کے عیش و عشرت کی وجہ سے ہوگا ان فتنوں کی ابتداء ایک ایسے شخص سے ہوگی جو اولاد فاطمہ سے ہوگا حاکم ہوگا یا حکومت کا طبگار اپنے نفع کے لیے لوگوں کو مصیبت میں ڈالے گا لوگ سید ہونے کے اعتبار سے اس کا ادب و احترام کرتے ہوں گے اور وہ اس ادب و احترام سے فائدہ اٹھائے گا تمام بری حرکتوں کے باوجود وہ اپنے آپکو سید کہلوائے گا۔

فتنۃ الدھیماء

دھیماء کا معنی ہے سخت اندھیرا یا سیاہ یعنی یہ ایسے سخت اندھیرے والا فتنہ ہوگا جس میں لوگوں کو راہ دکھائی نہ دے گی یہ کس طرف جائیں گے بعض نے کہا کہ یہ دھیماء ایک

[illegible]

سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

باب في كف اللسان

[illegible]

باب الرخصة في التبدي في الفتنة

[illegible]

فائدہ: [illegible]

[illegible] کیا مراد ہے؟

[illegible]

بقیۃ علی اقذاء اقذاء جمع ہے قذا کی یعنی آنکھ کا تنکا
یعنی اگر آنکھ میں تنکا گر جائے تو بظاہر اس سے آنکھ اچھی
معلوم ہوتی ہے مگر باطنی طور پر اس میں تکلیف ہوتی ہے
اور حدیث میں اقذاء سے مراد یہ ہے کہ لوگ بظاہر صلح پر
ہونگے مگر ان کے دلوں میں فتنہ ہوگا یعنی اگر لوگ کسی کو
اپنا امیر بنا لینگے اور ظاہری طور پر اس کو قبول کرینگے
ان کے دل اس سے راضی نہ ہونگے

باب فی الجہمیہ

کتاب السنہ میں جہمیہ فرقہ کا بیان لانے کی وجہ
اس کتاب یعنی کتاب السنہ میں باب فی الجہمیہ لانے کا مقصد جہمیہ فرقہ کا رد کرنا ہے۔

جہمیہ فرقے کے عقائد:

جہمیہ فرقہ کے مطابق اللہ عزوجل صفات مشترکہ سے موصوف نہیں ہے یعنی وہ صفات جو اللہ پاک اور اس کے بندوں میں بظاہر مشترک ہیں مثلاً دیکھنا، سننا وغیرہ۔ اللہ پاک میں یہ صفات نہیں۔ یہ فرقہ صفات مشترکہ کا منکر ہے
جہمیہ فرقہ والے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے اور سننے سے اس کا علم ہی مراد لیتے ہیں اور انہیں علم کے علاوہ خدا کی صفات شمار نہیں کرتے۔
اور جہمیہ فرقہ والے عرش کا انکار کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کے فوق العرش ہونے کے بھی منکر ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہمیشہ سوال جواب کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ جس کے دل میں کوئی ایسا خیال آئے تو اسے کہنا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔

کتاب السنۃ، بابا فی الجہمیۃ۔

حدیث نمبر

اس حدیث میں پیارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے وسوسے کے وقت اس دعا کی تعلیم ارشاد فرمائی یعنی تم سے جب کسی کو ایسا خیال آئے یا تم دیکھو کہ لوگ ایسا کہہ رہے ہیں تو تم کہو اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کو جنتا ہے نہ اسے کسی نے جنا ہے اور نہ کوئی ایک بھی اس کی برابری کرنے والا ہے پھر اپنے بائیں جانب تین بار تھتکار دے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے یعنی تعوذ پڑھے۔

یہاں یہ دعا سکھانے کی ایک وجہ ہے کہ اس میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر ہے اور اس کے لا شریک ہونے کا ذکر ہے۔ اور وسوسے چونکہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اس لیے الٹی طرف تھتکارنے کا ارشاد فرمایا اور تعوذ پڑھنے کی تعلیم دینے کی وجہ بھی یہ ہے کہ چونکہ وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں لہذا اس سے اللہ کی پناہ مانگے۔

حدیث نمبر،

اس حدیث میں بادل کے تین نام ذکر کیے گئے۔
سحاب، مزن، عنان

العنان: اس سے مراد ہلکا بادل ہے۔

اس حدیث میں آسمان اور زمین کا جو فاصلہ

ذکر کیا گیا ہے یعنی 71 ، 72 ، 73 سال کی مسافت.
تو یہ حد متعین کرنے کے لیے نہیں ہے . یعنی ضروری
نہیں کہ فاصلہ اتنا ہی ہو جتنا یہاں مذکور ہے
بلکہ بعض اوقات حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول
ہونے کے بجائے باطنی معنی پر محمول ہوتی ہے، یعنی
اس کے وہ معنی ہوتے ہیں جو بظاہر معلوم نہیں ہوتے.
یہاں جو عدد بیان کیا گیا ہے وہ حد مقرر کرنے کے لیے
نہیں بلکہ زیادتی بیان کرنے کے لیے ہے کہ اتنی زیادہ
مسافت ہے آسمانوں اور زمین کے درمیان، اسی
طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان،
سمندر کے نیچے اور اوپر والی سطح کے درمیان۔ وغیرہ
اور اس حدیث میں جو بکری لفظ آیا ہے یعنی
جو لفظ اوعال ذکر کیا گیا ہے جو کہ جمع کا صیغہ ہے
اور واحد "وعل" ہے جو کہ بکری کے لیے لفظ مستعمل
ہے لیکن ~~اس سے مراد~~ اس حدیث میں اس لفظ اوعال
سے مراد حقیقۃً بکری نہیں بلکہ اس سے مراد
بکری نما فرشتے ہیں۔ جو کہ اپنی پیٹھوں پر عرش
کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور یہاں بھی حد مقرر کرنے
کے لیے نہیں بلکہ زیادتی مقرر کرنے کے لیے فاصلے کا ذکر کیا گیا.
اور پھر فوق العرش، اللہ عزوجل ہے .
اس حدیث میں بھی جہمیہ فرقے کا رد ہے کیونکہ
وہ کہتے ہیں کہ عرش کوئی چیز نہیں اور اللہ کے
فوق العرش ہونے کے منکر ہیں۔ لہٰذا اس حدیث میں
بتایا گیا کہ عرش ہے اور اللہ عزوجل فوق العرش ہے .

حدیث نمبر:
اس حدیث میں بیان کیا گیا کہ حضرت ابوھریرہ
رضی اللہ عنہ نے آیت مبارکہ تلاوت کی
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا
یہاں تک سَمِیْعًا بَصِیْرًا
اور ہمارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا انگوٹھا
اپنے گوش مبارک پر رکھ لیا اور ساتھ والی انگشت
مبارک اپنی آنکھ پر رکھی۔
حضرت عبداللہ بن یزید مقری نے فرمایا کہ یہ جہمیہ فرقہ
کا رد ہے۔ یعنی سَمِیْعًا بَصِیْرًا پڑھتے وقت
آنکھ اور کان کی طرف اشارہ کرنا اس بات کی دلیل
ہے کہ یہاں سَمِیْعًا بَصِیْرًا سے دیکھنا اور سننا
مراد ہے اور اللہ عزوجل بھی دیکھتا ہے اور سنتا ہے
لیکن اس کا دیکھنا اور سننا ہم انسانوں کی طرح نہیں
بلکہ اس کی قدرت کے مطابق ہے۔
جہمیہ فرقے نے چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقہ کی خلاف ورزی کی لہذا گمراہ کہلائے۔
دوسری جانب علامہ ابن تیمیہ حرانی المتوفی (728ھ سے 326ھ)
نے گمراہی کا بہت بڑا پھاٹک کھولا کہ اللہ تعالیٰ کا
سننا اور دیکھنا بندوں جیسا ٹھہرا دیا اور اس کے آنکھ
کان وضع کر کے اپنے لیے مجسم خدا گھڑ لیا اور اسے عرش
پر حقیقۃً بٹھا دیا جیسے بندے بیٹھتے ہیں۔
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی نہیں۔ جوہر اور عرض نہیں

محدود اور متناہی نہیں، طویل اور عریض نہیں،
دراز اور کوتاہ نہیں، فراخ اور تنگ نہیں۔ وہ فراخی
والا ہے لیکن ایسی وسعت کیساتھ نہیں جو ہمارے فہم
میں آسکے۔ وہ محیط ہے لیکن اس کا احاطہ ایسا نہیں کہ
جس کا ادراک کیا جاسکے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ
فراخی والا ہے، احاطہ کرنے والا ہے، قریب ہے، ہمارے
ساتھ ہے لیکن ان صفات کو ہم سمجھنے سے عاجز ہیں
کہ وہ کیسی ہیں اور جو کچھ ہم سمجھتے ہیں اس پر
یقین کرنا مجسمہ کے مذہب میں قدم رکھنا ہے۔
حق تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ کسی جہت میں نہیں اور
وہ زمان و مکان میں نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے
الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی اس سے جہت و مکان
کے ثبوت کا وہم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے
اس جہت و مکان کا اثبات ہو رہا ہے جہاں نہ جہت ہے
اور نہ مکان ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی بے مکانی ہی
سے کنایہ کرتا ہے۔ اللہ کے متعلق حرکت اور تبدیلی کا
تصور کرنا بھی درست نہیں۔ اس کی ذات قدیمہ کا
حوادث کیساتھ قیام جائز نہیں۔ اعراض محسوسہ
و معقولہ میں سے وہ کسی عرض کے ساتھ متصف نہیں
نہ وہ عالم میں داخل ہے نہ عالم ہی سے خارج
نہ وہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل۔ اور دنیا کا
احاطہ اس نے علم کیساتھ کیا ہوا ہے نہ کہ ذات
کے ساتھ، وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور
نہ کسی چیز سے متحد ہوتا ہے۔

ادراک و احاطہ کی نفی ہو رہی ہے

اس آیت میں ادراک اور احاطہ اس چیز کا ہوتا ہے [illegible]
اثبات ہے ادراک اور احاطہ [illegible] اور اللہ تعالیٰ
کا وجود [illegible] اس آیت میں ادراک احاطہ کی نفی
و مکان [illegible]
ہے [illegible] اور [illegible]
مومن [illegible]

اور مثال [illegible]
مومن قیامت [illegible]
رؤیت کی قسمیں

[illegible] میں دیدار الٰہی [illegible]
آخرت میں ہے رؤیت کی دو قسمیں
رؤیت عامہ
۱۔ رؤیت خاصہ
رؤیت عامہ یہ ہوگی کہ قیامت کے دن میدان حشر میں
اللہ تعالیٰ کا دیدار سب کو ہوگا
[illegible]
دیدار [illegible] قیامت میں [illegible] ہوگا اور [illegible]
قیامت کو [illegible] مومن دیکھیں گے [illegible]
کو دیدار [illegible] والا ہوگا
رؤیت خاصہ یہ مراد [illegible] میں اللہ تعالیٰ کا دیدار
ہے [illegible] دیدار صرف اہل ایمان کو ہوگا
کفار [illegible] اس دیدار خاص سے محروم ہوں گے
(حدیث)
حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت

[illegible]

قرآن و حدیث [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کا احاطہ [illegible] اور وہ احاطہ کا [illegible]
ہے [illegible]

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

[illegible]

دنیا میں اس کا دیدار [illegible]

[illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible]

[illegible] سوال کیا تھا اگر ناممکن ہوتا تو وہ یہ سوال نہ کرتے [illegible]

[illegible] موت کے بعد کے تمام حالات [illegible]

دیکھا [illegible] کہ وہ شخص سے افضل کہا جاتا ہے
[illegible] (خواب) میں دیکھنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] ہے کہ [illegible]
اور اکثر [illegible] نے یہ جائز رکھا۔
اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے
[illegible] جائز ہیں۔
[illegible] جائز کہتے ہیں [illegible]
[illegible] خواب میں [illegible]
[illegible] دیکھے۔
اور [illegible] نے خواب میں [illegible] جائز
کہا۔ اس سے مراد حضور ﷺ کا خواب [illegible] دیکھنا ہے۔
اس [illegible] کے قول [illegible]
[illegible] الاولی [illegible]
خواب میں [illegible]
حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے 100 مرتبہ
خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔
دیدار [illegible]
[illegible] روز قیامت
[illegible] آخرت [illegible] کے
[illegible] ظاہر ہو جائے گا
[illegible] اس کی [illegible] ہے
[illegible] جائز ہے۔
[illegible] جائے گا
[illegible] یعنی اللہ تعالیٰ کا

دیدار ایسا نہیں ہوگا کہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] دیکھا جائے گا
[illegible] کے پاس ہے [illegible]
[illegible] تم اس کو
[illegible] اور [illegible] دیکھیں گے
[illegible] ہے۔
اللہ تعالیٰ کا [illegible] اور [illegible] کے
[illegible] آنکھوں سے [illegible]
[illegible] روز قیامت [illegible] آنکھوں سے دیکھنا

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ [illegible]

Start from here — احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر: 4729

اس حدیث میں [illegible] فرمایا کہ تم اپنے رب کو
اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند اور سورج کو
دیکھتے ہو اور تمہیں [illegible]
اور فرمایا اگر تم سورج کے طلوع ہونے اور اس کے غروب
ہونے سے پہلے کی نمازوں پر [illegible]
اس سے مراد [illegible]
نمازوں میں [illegible]
[illegible] ان دو نمازوں کا ذکر [illegible]
ان دو نمازوں کا ذکر ہے خاص طور پر [illegible]

پڑھتا ہے اور جیسے دو رکعت نماز پڑھی تھی
قضاء ہو جاتا ہے اس پر ذلت ہوتا ہے چونکہ
طلوع شمس سے قبل کی نماز یعنی فجر کی نماز
میں نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے اور اس وقت
نماز کے لیے نیند قربان کرنا انسان پر بہت بھاری
اور شاق ہوتا ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز میں
انسان کاروبار میں ہوتا ہے یعنی عصر کی نماز کے وقت
انسان اپنی مشغولیات اور کام کاج وغیرہ میں ہوتا
ہوتا ہے لہٰذا اس وقت اس فراغت کا ملنا مشکل ہوتا
ہوتا ہے۔ اور تھکاوٹ وغیرہ کی وجہ سے انسان کو
نماز ادا کرنا انسان کے لیے اس وقت شاق ہوتا ہے

حدیث تفسیر 4729

اس حدیث میں یہی وجہ فرق کا اچھا فائدہ ہے ورنہ
ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بیان فرمایا کہ قیامت میں اللہ کا دیدار اس
طرح ہوگا۔ یہاں پر الفاظ "لا تضامون فی رؤیتہ"
"لا تضارون فی رؤیتہ" استعمال فرمائے ہیں مراد یہ
ہے کہ تمہیں مشکل نہیں ہوگی کہ جس طرح یہاں سے مراد
یہ ہے کہ جیسے تمہیں چاند اور سورج کو دیکھنے میں
بالکل مشکل نہیں ہوتی لہٰذا اپنے رب کا دیدار
کرنے میں بھی کوئی مشکل اور تکلیف نہیں
ہوگی۔

[illegible]

اس حدیث میں چاند کی مثال دے کر فرمایا
کہ تم اسی طرح اپنے رب کا دیدار کرو گے جس
طرح چاند کو دیکھتے ہو۔ حالانکہ وہ مخلوق ہے اور
اللہ تعالیٰ پاک خالق ہے۔ اگر وہ اپنی مخلوق میں
اس طرح کی قدرت پیدا فرما سکتا ہے تو بے شک وہ
اس بات پر قادر ہے کہ اس کی رؤیت میں ازدحام نہ
ہو۔

حدیث تفسیر 4731

اس حدیث میں باقی ہو مراد قریب ہے پیشہ ہے مراد
ہے کہ مستقبل ہو تابع فرمایا ہے۔ اگرچہ آج تک یہ
اور میں تابع فرمایا ہے مگر قیامت میں اس کا پورا
ظہور ہوگا۔ آسمانوں کے راز ظاہر ہوں گے اور زمین کو
لپیٹ کر فرمایا اس لیے کہ آسمان اور زمین کی عظمت
ظاہر ہو زمین پر بادشاہت لوگوں کی ہوتی ہے اس
لیے زمین کے لیے شمال فرمایا تاکہ اس کی عظمت ظاہر
ہو [illegible] اللہ کا [illegible]
بیان کیا ہے۔ بادشاہی صرف اللہ کی ہے
اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا بیان فرمایا
گیا ہے۔ اس وقت کوئی اور بادشاہ نہ ہوگا۔

حدیث نمبر 4732

اس حدیث میں فرمایا گیا [illegible]

[illegible] کا نزول ہوتا ہے ۔ لیکن اس نزول سے اللہ کا نزول [illegible] کے لئے کوئی مکان یا سمت مقرر کرنا اور جسم [illegible]

[illegible]

باب فی القرآن

قرآن کریم کا بیان ۔

آٹھواں فرق ۔ جماعت [illegible] نے اللہ کی کلام ہونے کا انکار کیا ہے ۔ یعنی جس طرح [illegible] اسی طرح اللہ پاک بھی اپنی قدرت کے مطابق کلام فرماتا ہے ۔ اور وہ لوگ اس کا انکار [illegible] اس سے انکار ہے

اللہ تعالیٰ اپنی صفت ازلی کے ساتھ متکلم ہے [illegible] اور اللہ کا کلام ازلی ہے حروف اور آوازوں کی جنس سے نہیں یعنی جس طرح انسانوں کے کلام میں حروف اور آوازیں ہے [illegible] ۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اس سے پاک ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام [illegible] ۔ جس طرح مخلوق کے کلام میں [illegible] ۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اس سے پاک ہے ۔

اللہ تعالیٰ امر و نہی [illegible] اور خبر دینے والا ہے ۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے ۔

قرآن مجید ۔ اللہ کا کلام ہے ۔ [illegible]

[illegible]

حدیث نمبر 4733

[illegible]

حدیث نمبر 4734

[illegible]

4735

حدیث۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا [illegible]

[illegible]

13/02/2019 → 06:16 am

[illegible]

46

باب ذکر البعث والنشور

بعث کا معنی

یعنی بعض مردوں کا قبروں سے اٹھنا اور دوبارہ زندہ ہونا۔

[illegible]

[illegible]

حدیث نمبر 4736

[illegible]

حدیث نمبر 4738

[illegible]

[illegible]

حدیث نمبر: 4739 (۴۷۳۹)

[illegible]

حدیث نمبر 4740

[illegible]

[illegible] دوسرا قول [illegible]

باب فی الشفاعۃ

شفاعت [illegible]

[illegible]

شفاعت کی اقسام

شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ

[illegible]

نقلی دلیل

9 بعض گنہگاروں کا حساب ہلکا کروائیں گے۔ اور ان کو بخشوائیں گے

از مرقاۃ ج ۳

48

حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور قیامت کے میدان کی [illegible] سے نجات ملے گی۔ یہ شفاعت [illegible] اس وقت حضور [illegible] اس وقت کوئی نبی اس شفاعت کی جرأت نہ کرے گا [illegible] یہ شفاعت [illegible] ہوگی۔ یہ شفاعت [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کا مقام محمود ہے۔

حضورؐ کی شفاعتؐ کی اقسام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ۹ قسم کی ہے

1 حساب کتاب شروع کرانے کے لیے جس کا فائدہ سب کو ہوگا۔
2 بے حساب جنتیوں کو جنت میں پہنچانے کے لیے۔
3 جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں ان کو جنت میں داخل کرانے کے لیے۔
4 کچھ دوزخ کے لائق لوگوں کو دوزخ سے بچانے کے لیے
5 جنتیوں کے درجے بلند کرانے کے لیے
6 دوزخ میں گئے ہوئے گنہگاروں کو وہاں سے نکلوانے کے لیے۔
7 جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے۔
8 ابو طالب [illegible] عذاب ہلکا کروانے کے لیے۔

حساب کتاب
کے سوالات
اور وقت

باب کو ذکر کرنے کی وجہ

یہاں یہ باب، باب الشفاعۃ ذکر کرنے کی وجہ ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ شفاعت صرف درجات بلند کرنے کے لیے ہوگی، اس بیان کی احادیث میں ان کا رد ہے اور فرمایا کہ کبیرہ گناہ والوں کے لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہوگی۔

مسئلہ شفاعت میں اختلاف

مسئلہ شفاعت میں اہل سنت وجماعت اور معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے۔ معتزلہ کا کہنا ہے کہ چھوٹے گناہ توبہ سے یا بلا توبہ معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ گناہ بلا توبہ معاف نہیں ہوتے اور شفاعت محض ثواب کے درجات کی بلندی کے لیے ہے نہ معافی گناہ کبیرہ کے لیے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک شفاعت سے گناہ کبیرہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

خیال باطل ہے معتزلہ کی عقلی دلیل

اس سے گناہ گار کو گناہ پر جری کرنا اور جرم پر آمادہ کرنا ہے، کہ اس سے سزا سے بچاؤ کا ایک راستہ نکل جاتا ہے۔

معتزلہ کی دلیل کا جواب:

گناہ کبیرہ کی معافی بشفاعت و بلا شفاعت جائز ہے، واجب نہیں ہے کہ گناہ گار کو بھروسے کی گنجائش پیدا ہو۔

معتزلہ کا ایک اور کہنا:

اگر بدکاری کی پاداش نہ ملے تو یہ ایک قسم کی خلاف وعدہ بات ہے، اور غلط بیانی! کہ کہا تو یوں تھا فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ جو برا عمل کیا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا... یا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا برائی کا بدلہ اسی کی برائی کی مثل ہوگا۔ فمن [illegible] – جیسی برائی کی اسی کی سزا اسی کو ہوگی۔
لیکن شفاعت سے معاف کرنے سے برائی کو برائی کا بدلہ نہ دیا، بدی کو سزا نہ دی، مجرم کو جرم کی پاداش بھگتنی نہ پڑی، تو یہ صاف غلط بیانی ہو گئی، یہ عقلی خلاف ورزی نہیں تو کیا ہے؟

نوٹ: گنہگار مومنین کی سے ذکر کیا ہے۔
اور مغفرت کی صورت کی جا رہی ہے بغیر شفاعت
مومنین کے گناہوں کی معافی قرآن سے ثابت ہے۔
تو شفاعت سے معافی کیوں نہیں؟

الشوریٰ (۲۵) وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ
اور وہ برائیوں کو معاف کرتا ہے۔

النساء (۴۸)
وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ
اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔
یہ گناہ صغیرہ و کبیرہ سب کو عام ہے۔ اور انکی دوسری دلیل یہ ان کی تردید کر رہی ہے کہ بغیر اذن کسی کو شفاعت کا حق حاصل نہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اذن حاصل ہے، اور قیامت میں بھی اذن حاصل ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ شفاعت حق ہے۔

4741. اہل کبائر

اہل کبائر سے مراد کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں۔ امت کے کبیرہ گناہ کے مرتکب لوگ

4742. اس حدیث میں بھی آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کی شفاعت سے مجرم جہنم سے نکلیں گے۔

56

معتزلہ کی دلیلوں کا جواب

حالانکہ جس قدر خلاف کرنا عیب ہے، مغفرت کرنا یا معاف کرنا سزا کے خلاف وعدہ یا وعید کے خلاف کرنا عیب نہیں بلکہ درحقیقت صاحبِ حق کا اپنے حق سے دستبردار ہونا ہے۔ جس طرح کوئی قرض خواہ اپنے حق سے دستبردار ہو جائے اور قرض معاف کر دے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ بلکہ خوبی ہے۔

معتزلہ اپنے مذہب کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں۔

مثلاً فرمایا: وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ
انکی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔
(البقرہ ۴۸)

فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ
مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ
انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کوئی فائدہ نہ دے گی۔ کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت سے۔

ان کا جواب:

یہ آیات کفار کے حق میں ہیں۔ اس لئے انہیں کے ساتھ مخصوص رہیں گی اور یہاں

[illegible] الجہمیہ

[illegible]

باب: فی خلق الجنۃ والنار

[illegible]

اہل سنت [illegible] جنت اور دوزخ [illegible] پیدا [illegible] قرآن و حدیث [illegible]

سورۃ الحدید آیت 21

عرضها كعرض السماء والارض

اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی [illegible]

منکرین [illegible]

[illegible] معتزلہ کہتے ہیں [illegible]

ہمارا جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت سے نیچے اتارا [illegible]

جہمیہ فرقہ

یہ لوگ کہتے ہیں جنت اور جہنم [illegible] فنا ہو جائیں گے [illegible]

اہل السنۃ کا عقیدہ

جنت اور دوزخ ہمیشہ [illegible] باقی رہیں گے [illegible] قرآن مجید میں ہے [illegible]

خالدین فیہا ابدا [illegible]

[illegible]

جنت کا ملنا 3 طرح ہوگا۔

[illegible]

مٹی یا [illegible] اولاد [illegible]
[illegible]
[illegible] جنت [illegible] ہے [illegible]
جنت [illegible] اہل [illegible] ہے
[illegible]
[illegible]
اور [illegible] جنت [illegible] اہل [illegible] ہے
[illegible]

شرعی معنی: [illegible]
[illegible] اولاد [illegible]

حوا [illegible] جنت [illegible]
[illegible] انسان [illegible]
[illegible] انسان [illegible]
[illegible] اولاد [illegible]
انسان [illegible] اولاد [illegible]
[illegible] فرمایا جنت اہل [illegible]

جنت کی وجہ تسمیہ

علامہ حسین بن محمد راغب
اصفہانی [illegible] لکھتے ہیں جن کا اصل معنی ہے
کسی چیز کا حواس سے مخفی ہونا قرآن مجید میں
ہے [illegible]
[illegible]

جنت ہر اس باغ کو کہا جاتا ہے جس میں درخت گھنے [illegible]
ہوں جو زمین کو چھپا لیتے [illegible]
اور آخرت کی جنت کو جنت اس لیے کہا جاتا ہے کہ [illegible]
زمین کے باغ سے تشبیہ ہے یا اس وجہ سے کہ اس
کی نعمتیں انسانوں کی آنکھوں اور باقی حواس سے
مخفی ہیں یعنی چھپی ہوئی ہیں [illegible] ارشاد باری ہے
[illegible]
سو کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک
کے لیے کیا چیز چھپا رکھی ہے۔
حضرت ابن عباس نے فرمایا [illegible] جنت کا
لفظ فرمایا [illegible] کیونکہ جنت [illegible]
جنت الفردوس، جنت عدن، جنت النعیم
جنت الماویٰ، دار السلام، دار الخلد، علیین۔

حدیث [illegible] اس حدیث [illegible] مکارہ [illegible]
[illegible]
مکارہ: اصل میں مکرہ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں [illegible]
[illegible] یہاں مکارہ سے مراد
وہ شرعی امور ہیں جن کا انسان کو مکلف [illegible]
کے خلاف [illegible] اختیار کیا جاتا ہے اور [illegible]
[illegible] کیا جاتا ہے۔
جنت کے چاروں طرف [illegible] کا احاطہ [illegible] کا مطلب یہ
ہے کہ [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

حدیث نمبر

جرباء اور اذرح

جرباء اور اذرح [illegible]

[illegible]

52

اور قیامت [illegible]

[illegible]

[illegible]

جبرئیل امین [illegible]

[illegible]

باب فی الحوض:

حوض کا بیان:

حوض کے لغوی معنی

پانی کا جمع ہونا۔ اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ حوض ہے جو حضور صلی اللہ علیہ والسلام کو عطا ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو حوض ہیں ایک میدان حشر میں اور دوسرا جنت میں دونوں کا نام کوثر ہے۔ [illegible]

[illegible]